شیعہ عقائد و اعمال پر مختصر تبصرہ

شیعہ مذہب کے چالیس مسائل

امام اہل سنت

حضرت مولانا عبدالشکور فاروقی لکھنوی

جامعہ عربیہ احسن العلوم
گلشن اقبال بلاک ۷ کراچی

شیعہ عقائد واعمال پر مختصر تبصرہ

شیعہ مذہب کے

چالیس مسائل

امام اہل سنت

حضرت مولانا عبدالشکور فاروقی لکھنوی

شعبہ نشر واشاعت

جامعہ عربیہ احسن العلوم

گلشن اقبال بلاک نمبر ۲ کراچی پوسٹ بکس نمبر ۱۷۲۵۹

Tel : 4818210 - 4968350
Fax 4978102
E-mail: ahsan@fascom.com
www. ahsan-ul-uloom.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ حمد الشاکرین والصلوٰۃ والسلام علی سید الاولین والآخرین سیدنا و مولانا محمد و علی آلہ الطاہرین وعلی من اتبعھم الی یوم الدین۔

امابعد قبلہ شیعہ جناب حائری صاحب کے رسالہ موعظہ تحریف قرآن کا جواب موسوم بہ تنبیہ الحائرین تقریباً ایک سال ہوئے بدفعات شائع ہوچکا حائری صاحب کو لیے اس رسالہ پر بڑا ناز تھا۔ بڑی دھوم مچا رکھی تھی کہ اس کا جواب سنیوں کی طرف سے ہو ہی نہیں سکتا۔ رسالہ موعظہ جا بجا اس قدر مستعدی کا اظہار کیا ہے کہ معلوم ہوتا تھا کہ حائری صاحب قلم ہاتھ میں لئے بیٹھے ہیں جواب نکلتے ہی فوراً جواب الجواب لکھ ڈالیں گے مگر سب نے آنکھوں سے دیکھ لیا کہ سب زبانی الفاظ تھا ہوگی۔ ایک سال میں بھی جواب نہ ہوا اور نہ انشاء اللہ تعالیٰ ہوگا بلکہ اگر کچھ بھی حیا ہوگی تو جسقدر جو دریاں اور خیانتیں غلط حوالے غلط ترجمے حائری صاحب کے دکھلائے گئے ہیں ان کے بعد اب وہ تصنیف و تالیف کی جرأت نہ کریں گے اور بالکل روپوش ہو جائیں گے۔ تنبیہ الحائرین میں ضمنا کچھ مسائل مذہب کا تذکرہ اس سلسلہ میں آگیا تھا کہ حائری صاحب نے اپنے مذہب کے مطابق عقل ہونے کا بے سروپا دعویٰ کیا تھا اس موقع پر چالیس مسائل مذہب شیعہ کے نمونے کے طور پر لکھے گئے تھے۔ مگر کتب شیعہ کا حوالہ نہیں دیا گیا تھا نہ عبارتیں نقل کی گئی تھیں تاکہ طول نہ ہو لہٰذا اب اس تکملہ میں ان مسائل کے لئے کتب شیعہ کا حوالہ اور ان کی کتب کی اصل عبارتیں پیش کی جاتی ہیں حق تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کو ذریعہ ہدایت بنائے خدا کرے کہ شیعہ اس رسالے کو دیکھ کر اپنے مذہب کی اصلی حقیقت سے واقف ہو جائیں اور اس بات کو سمجھ لیں کہ ایسے بے بنیاد مذہب کا نتیجہ سوا دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب کے کچھ نہیں ہے۔ واللہ الموفق والمعین۔

پہلا مسئلہ

شیعوں کا عقیدہ ہے کہ خدا کو بدا ہوتا ہے۔ یعنی معاذ اللہ وہ جاہل ہے۔ اس کو سب باتوں کا علم نہیں اسی وجہ سے اسکی اکثر پیشین گوئیاں غلط ہو جاتی ہیں اور اسکو اپنی رائے بدلنا پڑتی ہے۔

یہ عقیدہ مذہب شیعہ میں اس قدر ضروری ہے کہ ائمہ معصومین کا ارشاد ہے کہ جب تک اس عقیدہ کا اقرار نہیں لے لیا گیا کسی نبی کو نبوت نہیں دی گئی اور خدا کی عبادت اس عقیدہ کی برابر کسی عقیدہ میں نہیں ہے۔

اصول کافی صفحہ ۸۴ پر ایک مستقل باب بدا کا ہے اس باب کی چند حدیثیں ملاحظہ ہوں۔

عن زرارة بن اعین عن احدهما قال ما عبد الله بشئ مثل البدأ

زرارہ بن اعین سے روایت ہے انہوں نے امام باقر یا صادق سے روایت کی ہے کہ اللہ کی بندگی بدا کے برابر کسی چیز میں نہیں ہے۔

عن مالك الجهنی قال سمعت ابا عبد الله یقول لو علم الناس ما فی القول بالبدأ من الاجر ما فتروا عن الکلام منه۔

مالک جہنی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق سے سنا وہ فرماتے تھے کہ اگر لوگ جان لیں کہ بدا کے قائل ہونے میں کس قدر ثواب ہے تو کبھی اس کے قائل ہونے سے باز نہ رہیں۔

عن مرازم بن حکیم قال سمعت ابا عبد الله علیه السلام یقول ما تنبأ نبی قط حتی یقر لله بخمس خصال البدأ والمشیئة والسجود والعبودیة والطاعة۔

مرازم بن حکیم سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے امام جعفر صادق سے سنا وہ فرماتے تھے کہ کوئی نبی کبھی نبی نہیں بنایا گیا یہاں تک کہ وہ پانچ چیزوں کا اقرار نہ کرے بدا کا اور مشیت کا اور سجدہ کا اور عبودیت اور طاعت کا۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ عقیدہ بدا کیسا ضروری چیز ہے اب رہی یہ بات کہ بدا کیا چیز ہے اس کے لئے لغت عرب کو دیکھنا چاہئے۔ اس کے بعد کچھ واقعات بدا کے کتب شیعہ سے پیش کروں گا

پھر علمائے شیعہ کا اقرار کہ بیشک بدا کے معنی یہی ہیں کہ خدا جاہل ہے۔

لغتِ عرب بدا عربی زبان کا لفظ ہے۔ تمام لغت کی کتابوں میں لکھا ہے۔ بدا له ای ظهر له ما لم یظهر یعنی بدا کے معنی ہیں نامعلوم چیز کا معلوم ہو جانا۔ یہ لفظ اسی معنی میں قرآن شریف میں بکثرت مستعمل ہے۔

رسالہ ازالۃ الغر درامروہہ کے مصنف کو دیکھئے عقیدۂ بدا کا جواب دیتے ہوئے لکھتا ہے کہ یہاں دو لفظیں ہیں۔ بدا بالالف اور بدا بہمزہ۔ شیعہ بدا بالالف کے قائل ہیں اور جو چیز قابل اعتراض ہے وہ بدا بہمزہ ہے حالانکہ یہ محض جہل ہے۔ بدأ بہمزہ کے معنی شروع ہونا اس میں کوئی قابل اعتراض چیز نہیں ہے۔ یہ ہے ان لوگوں کی لغت دانی اور اس پر یہ لن ترانی لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

واقعات بدا کے واقعات کتب شیعہ میں بہت ہیں مگر ہم یہاں صرف دو واقعوں کا ذکر کافی سمجھتے ہیں۔ اول یہ کہ امام جعفر صادق نے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے میرے بعد میرے بیٹے اسمٰعیل کو امامت کے لئے نامزد کیا ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ امام کی علامات جو کتب شیعہ میں لکھی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ امام ران سے پیدا ہوتا ہے اور اس کی پیشانی پر آیہ تمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا لکھی ہوتی ہے۔ نیز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ کو بارہ لفافہ سربمہر دے گئے تھے جو خدا کی طرف سے اترے تھے جبرئیل لائے تھے پس ضروری ہے کہ اسمٰعیل بھی ران سے پیدا ہوئے ہوں گے ان کی پیشانی پر آیت بھی لکھی ہوگی ایک لفافہ بھی ان کے نام ہوگا۔ مگر افسوس کہ خدا کو یہ معلوم نہ تھا کہ اسمٰعیل میں یہ قابلیت نہیں ہے چنانچہ پھر خدا کو اعلان کرنا پڑا کہ اسمٰعیل امام نہ ہوں گے بلکہ موسیٰ کاظم امام ہوں گے۔ علامہ مجلسی بحار الانوار میں روایت فرماتے ہیں اور اس روایت کو محقق طوسی بھی نقد المحصل میں لکھتے ہیں کہ

عن جعفر الصادق انه جعل اسمعیل القائم مقامه بعده فظهر من اسمعیل ما لم یرتضه منه فجعل القائم مقامه موسیٰ فسئل عن ذلک فقال بدا لله فی اسمعیل	امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ انہوں نے اسمٰعیل کو اپنا قائم مقام اپنے بعد کے لئے مقرر کیا مگر اسمٰعیل سے کوئی بات ایسی ظاہر ہوئی جس کو انہوں نے پسند نہ کیا لہٰذا انہوں نے موسیٰ کو اپنا قائم مقام بنایا اس کی بابت پوچھا گیا تو فرمایا کہ اللہ کو اسمٰعیل کے بارہ میں بدا ہو گیا

ایک دوسری حدیث کے الفاظ یہ ہیں جس کو شیخ صدوق نے رسالہ اعتقادیہ میں لکھا ہے کہ

ما بدا لله فی شیء کما بدا له فی اسمعیل ابنی۔

اللہ کو ایسا بدا کبھی نہیں ہوا جیسا بدا میرے بیٹے اسمٰعیل کے بارہ میں ہوا۔

دوسرا واقعہ ہے کہ امام علی نقی نے خبر دی کہ میرے بعد میرے بیٹے محمد امام ہوں گے مگر خدا کو یہ معلوم نہ تھا کہ محمد اپنے والد کے سامنے مر جائیں گے جب یہ واقعہ پیش آیا تو خدا کو اپنی رائے بدلنا پڑی اور خلاف قاعدہ مقررہ کہ بڑے بیٹے کو امامت ملتی ہے حسن عسکری کو امام بنایا۔

اصول کافی میں ہے۔

عن ابی هاشم الجعفری قال كنت عند ابی الحسن علیه السلام بعد ما مضی ابنه ابو جعفر وانی لافكر فی نفسی ارید ان اقول كانهما اعنی ابا جعفر وابا محمد فی هذا الوقت كابی الحسن موسی واسمعیل وان قصتهما كقصتهما اذ كان ابو محمد المرجا بعد ابی جعفر فاقبل علی ابو الحسن علیه السلام قبل ان انطق فقال نعم یا ابا هاشم بدا لله فی ابی محمد بعد ابی جعفر ما لم یكن یعرف له كما بدا له فی موسی بعد مضی اسمعیل ما كشف به عن حاله وهو كما حدثتك نفسك وان كره المبطلون وابو محمد ابنی الخلف من بعدی عنده علم ما یحتاج الیه ومعه آلة الامامة

ابو ہاشم جعفری سے روایت ہے وہ کہتے تھے میں ابو الحسن (یعنی امام نقی) علیہ السلام کے پاس بیٹھا ہوا تھا جب کہ ان کے بیٹے ابو جعفر (یعنی محمد) کی وفات ہو گئی میں اپنے دل میں سوچ رہا تھا اور یہ کہنا چاہتا تھا کہ محمد اور حسن عسکری کا اس وقت وہی حال ہوا جو امام موسیٰ کاظم اور اسمٰعیل فرزندان امام جعفر صادق کا ہوا تھا ان دونوں کا واقعہ بھی ان دونوں کے واقعہ کے مثل ہے کیونکہ ابو محمد (یعنی حسن عسکری) کی امامت بعد ابو جعفر (یعنی محمد) کے مرنے کے ہوئی تو امام نقی میری طرف متوجہ ہوئے اور انہوں نے قبل اس کے کہ میں کچھ کہوں (روشن ضمیری دیکھیے) فرمایا اے ابو ہاشم اللہ کو ابو جعفر کے مر جانے کے بعد ابو محمد کے بارہ میں بدا ہوا جو بات معلوم نہ تھی وہ معلوم ہو گئی جیسا کہ اللہ کو اسمٰعیل کے بعد موسیٰ کے بارہ میں بدا ہوا تھا جس نے اصل حقیقت ظاہر کر دی اور یہ بات ویسی ہی ہے جیسی تم نے خیال کی اگرچہ بدکار لوگ اس کو ناپسند کریں اور ابو محمد (یعنی حسن عسکری) میرے بعد میرا خلیفہ ہے

[illegible] اس کے پاس تمام ضرورت [illegible] آلہ امامت [illegible]

اقرار

اگرچہ ایسی صاف بات کے لئے اقرار کی ضرورت نہ تھی مگر خدا کی قدرت ہے کہ علمائے شیعہ نے اگرچہ اہلسنت کے مقابلہ میں تو ہمیشہ تاویلات سے کام لیا لیکن آپس کی تحریروں میں انہوں نے صاف اقرار کر لیا ہے کہ بداء سے خدا کا جاہل ہونا لازم آتا ہے۔ شیعوں کے مجتہد اعظم مولوی دلدار علی اساس الاصول مطبوعہ لکھنؤ کے صفحہ ۳۱۹ پر لکھتے ہیں ا عنوان البداء لا ینبغی ان یقول بہ احد لانہ یلزمہ ان یتصف الباری تعالیٰ بالجہل کما لا یخفی۔ ترجمہ جاننا چاہئے کہ بداء اس قابل نہیں کہ کوئی اس کا قائل ہو کیونکہ اس سے باری تعالیٰ کا جاہل ہونا لازم آتا ہے جیسا کہ پوشیدہ نہیں ہے۔

اس کے ساتھ اساس الاصول میں اس بات کا بھی اقرار موجود ہے کہ شیعوں میں سوا محقق طوسی کے اور کوئی بداء کا منکر نہیں ہوا۔

اب ایک بات یہ بھی سمجھنے کی ہے کہ شیعوں کو کیا ضرورت اس عقیدہ کے تصنیف کی پیش آئی اصل واقعہ یہ ہے کہ جب اسلام کے چالاک دشمنوں نے مذہب شیعہ کو تصنیف کیا تو وہ خود بھی جانتے تھے کہ کوئی انسان اس مذہب کو قبول نہیں کر سکتا لہذا انہوں نے طرح طرح کی تدبیریں اس مذہب کے رواج دینے کے لئے اختیار کیں از انجملہ یہ کہ فسق و فجور کے رستے خوب وسیع کر دیئے متعہ لواطت شراب خوری کا بازار گرم کیا چنانچہ اس قسم کی روایتیں بکثرت آج بھی کتب شیعہ میں موجود ہیں۔ از انجملہ یہ کہ انہوں نے دنیاوی طمع کا راستہ بھی خوب کشادہ کیا۔ سینکڑوں روایتیں اس مضمون کی ائمہ کے نام سے تصنیف کر دیں کہ فلاں سنہ میں جو بہت ہی قریب ہے دنیا میں انقلاب عظیم ہو جائیگا اور بڑی سلطنت و حکومت جاہ و حشمت شیعوں کو حاصل ہو گی پھر جب وہ سنہ آتا اور ان پیشگوئیوں کا ظہور نہ ہوتا تو کہہ دیتے کہ خدا کو بداء ہو گیا۔ ایک روایت اس قسم کی حسب ذیل ہے۔ اصول کافی مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۲۳۲ میں امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ

ان اللّٰہ تبارک و تعالیٰ قد کان وقت هذا الامر فی السبعین فلما ان قتل الحسین صلوات اللّٰہ علیہ اشتد غضب اللّٰہ علی اهل الارض فاخرہ الی اربعین ومائۃ فحدثناکم فاذعتم الحدیث فکشفتم قناع السر ولم یجعل

بہ تحقیق اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کام یعنی امام مہدی کے ظہور کا وقت سن ستر ہجری مقرر کیا تھا مگر جب حسین صلوات اللہ علیہ شہید ہو گئے تو اللہ کا غضب زمین والوں پر سخت ہو گیا لہذا اللہ نے اس کام کو ۱۴۰ تک پیچھے ہٹا دیا ہم نے تم سے بیان کر دیا تم نے راز کو فاش کر دیا اور بات مشہور کر دی اب اللہ نے کوئی وقت اس کے بعد ہم کو نہیں بتایا

لہ و تا بعد ذلک عند قال حمزۃ فحدثت بذلک
ابا عبد اللہ علیہم السلام فقال قد کان ذلک

(ابوحمزہ راوی) کہتا ہے میں نے یہ حدیث امام جعفر صادق
علیہ السلام سے بیان کی انہوں نے کہا ہاں ایسا ہی ہوا

یہ تماشا بھی قابل دید ہے کہ جب اہلسنت کی طرف سے اعتراض ہوا تو علمائے شیعہ کو جواب دینے کی فکر ہوئی اور اس پریشانی میں انہوں نے ایسی ایسی ناگفتہ بہ باتیں کہہ ڈالیں جو عقیدہ بداء سے بھی بڑھ گئیں۔ مولوی حامد حسین نے استقصاء الافحام جلد اول صفحہ ۱۲۸ سے لیکر صفحہ ۱۵۸ تک پورے تیس ۳۰ صفحے اسی بحث کے نام سے سیاہ کر ڈالے مگر کوئی بات بنائے نہ بن پڑی۔ بڑی کوشش انہوں نے اس بات کی کی ہے کہ بداء کے معنی میں تاویل کریں چنانچہ کمتیم تمام کر انہوں نے بداء کے وہ معنی بیان کئے ہیں جو محو و اثبات یا نسخ کے ہیں لیکن خود ہی خیال پیدا ہوا کہ یہ تاویل چل نہیں سکتی لہذا علامہ مجلسی سے ایک تاویل نقل کر کے اس پر بہت ناز کیا ہے۔ یہ عبارت استقصاء جلد اول کے صفحہ ۳۰ پر ملاحظہ ہو

ومنہا ان یکون ھذہ الاخبار تسلیۃ
لقوم من المومنین المنتظرین لفرج اولیاء
اللہ وغلبۃ اھل الحق واھلہ کما روی فی
فرج اھل البیت علیھم السلام وغلبتھم
لانھم علیھم السلام لو کانوا اخبروا الشیعۃ
فی اول الابتلاء ھم باستیلاء المخالفین و
شدتھم محنتھم انہ لیس فرجھم
الا بعد الف سنۃ او الفی سنۃ
لیئسوا ولرجعوا عن الدین ولکنھم
اخبروا شیعتھم تعجیل الفرج ۔

اور منجملہ ان تاویلات کے ایک یہ ہے کہ یہ بلشیں گوئیاں ان مومنین کی تسلی کیلئے تھیں جو دوستان خدا کی آسائش اور اہل حق کے غلبہ کے منتظر تھے جیسا کہ اہل بیت علیہم السلام کی آسائش اور ان کے غلبہ کے متعلق روایت کیا گیا ہے اگر ائمہ علیہم السلام شیعوں کو شروع ہی میں بتا دیتے کہ مخالفین کا غلبہ ابھی رہے گا اور شیعوں کو مصیبت سخت ہو گی اور ان کو آسائش نہ ملے گی مگر ایک ہزار سال یا دو ہزار سال کے بعد تو وہ مایوس ہو جاتے اور دین سے پھر جاتے لہذا انہوں نے اپنے شیعوں کو خبر دی کہ آسائش کا زمانہ جلد آنے والا ہے۔

یہ تاویل بڑی مستند تاویل ہے۔ اصحاب ائمہ سے منقول ہے چنانچہ اصول کافی صہ ۲۳۲ میں ہے

عن الحسن بن علی بن یقطین عن اخیہ
الحسین عن ابیہ علی بن یقطین قال قال
ابو الحسن الشیعۃ تربی بالامانی منذ
مائتی سنۃ قال قال یقطین لابنہ علی

حسن بن علی بن یقطین نے اپنے بھائی حسین سے انہوں نے اپنے والد علی بن یقطین سے روایت کی ہے کہ ابوالحسن نے کہا شیعہ دو سو برس سے امید دلا دلا کر رکھے جاتے تھے یقطین دشمنی نے اپنے بیٹے علی بن یقطین

ابی یقطین ما بالنا قیل لنا فکان وقیل لکم فلم یکن قال فقال له علی ان الذی قیل لنا ولکم کان من مخرج واحد غیر ان امرکم حضر فاعطیتم محضه فکان کما قیل لکم وان امرنا لم یحضر فعللنا بالامانی فلو قیل لنا ان هذا الامر لا یکون الا الی مائتی سنة او ثلاث مائة سنة لقست القلوب ولرجع عامة الناس عن الاسلام ولکن قالوا ما اسرعه وما اقربه تألفاً لقلوب الناس۔

وشیعہ) سے کہا یہ کیا بات ہے جو وعدہ ہم سے کیا گیا وہ پورا ہوگیا اور جو تم سے کیا گیا وہ پورا نہ ہوا۔ علی نے اپنے باپ سے کہا کہ جو تم سے کہا گیا اور جو ہم سے کہا گیا سب ایک ہی مقام سے نکلا مگر تمہارے وعدہ کا وقت آگیا لہذا تم سے خالص بات کہی گئی وہ پوری ہوگئی اور ہمارے وعدہ کا وقت نہیں آیا تھا لہذا ہم امیدوں سے بہلائے گئے۔ اگر ہم سے کہدیا جاتا کہ یہ کام نہ ہوگا دو سو برس یا تین سو برس تک تو دل سخت ہو جاتے اور اکثر لوگ دین اسلام سے پھر جاتے اس وجہ سے ائمہ نے کہا کہ یہ کام بہت جلد ہوگا بہت قریب ہوگا لوگوں کی تالیف قلب کے لئے۔

یہ تاویل اگرچہ ان روایات میں نہیں چل سکتی جن میں بہ تعیین وقت پیشین گوئی کی گئی ہو گول گول الفاظ نہیں ہیں کہ یہ کام جلد ہوگا قریب ہوگا۔ نیز ان روایات میں بھی چل نہیں سکتی جنمیں کسی خاص شخص کی امامت کی پیشین گوئی کی گئی ہے اور وہ شخص امام نہیں ہوا یا قبل از وقت مرگیا لیکن علمائے شیعہ کی خاطر سے ہم اس تاویل کو قبول کرلیں تو ماحصل اس کا یہ ہے کہ اماموں کی پیشین گوئیاں جو غلط نکل گئیں اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ خدا کو آئندہ کا حال معلوم نہ تھا بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ یہ پیشین گوئیاں شیعوں کی تسلی کیلئے بیان کی گئیں شیعوں کے بہلانے کے لئے ایسی باتیں کہی گئیں اگر شیعوں کو تسلی نہ دی جاتی اور وہ بہلائے نہ جاتے تو مرتد ہو جاتے۔

نتیجہ اس تاویل کا یہ ہے کہ ہمارے خیال کی تصدیق ہوتی ہے کہ عقیدہ بدا کی تصنیف محض ترویج مذہب شیعہ کے لئے ہوئی ہے۔

مگر یہاں ایک سوال بڑا لاینحل یہ پیدا ہوتا ہے کہ جھوٹی پیشین گوئیاں کرکے لوگوں کو فریب دینا اور بہلانا کس کا فعل تھا۔ آیا ائمہ اپنی طرف سے ایسا کرتے تھے یا یہ کرتوت خدا کے ہیں۔ غالباً ائمہ کی آبرو کا بچانا شیعوں کے نزدیک زیادہ اہم ہو اور وہ خدا ہی کی طرف اس حرکت کو منسوب کریں گے تو ہم کہیں گے کہ جہل سے خدا کو بچا لیا تو فریب ہی کے الزام میں مبتلا کر دیا

بارش سے بچنے کے لئے صحن سے بھاگ کر پرنالے کے نیچے کھڑے ہو گئے۔

یہ بات بھی نتیجہ خیز تھی کہ جو شیعہ اصحاب ائمہ تھے وہ ایسے ضعیف الاعتقاد تھے کہ ان کو مذہب پر قائم رکھنے کیلئے خدا کو یا اماموں کو جھوٹی پیشین گوئیاں بیان کرنا پڑتی تھیں۔ طرح طرح سے ان کو بہلانا پڑتا تھا ایسا نہ کیا جاتا تو وہ مرتد ہو جاتے جب اس زمانے کے شیعوں کا یہ حال تھا تو آجکل کے شیعوں کا کیا حال ہوگا اور ان کے بہلانے کے لئے مجتہدوں کو کیا کچھ نہ تدبیریں کرنی پڑتی ہوں گی۔

شیعوں کے اصحاب ائمہ کا تو یہ حال تھا مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھو ایسے قوی الایمان کیسے پختہ اعتقاد کے تھے کہ ان کو دین پر قائم رکھنے کے لئے نہ خدا کو جھوٹ بولنا پڑا نہ رسول کو۔ ان پر مصائب کے آلام کے پہاڑ ٹوٹے گئے۔ بلاؤں کی بارشیں برسائی گئیں مگر ان کے قدم کو جنبش نہ ہوئی۔

انصاف سے دیکھو یہی ایک مسئلہ بدا پورے مذہب کی حقیقت ظاہر کرنے کیلئے کافی ہے جس مذہب میں خدا کو جاہل یا فریبی مانا گیا ہو اس مذہب کا کیا کہنا۔

دوسرا مسئلہ

شیعوں کا عقیدہ ہے کہ خدا کو جب غصہ آتا ہے تو غصہ میں اس کو دوست دشمن کا امتیاز نہیں رہتا۔ حتیٰ کہ اس غصہ میں بجائے دشمنوں کے دوستوں کو نقصان پہنچا دیتا ہے۔ بھلا خیال تو کیجئے کیا خدا کی یہی شان ہونی چاہیئے؟ اور کیا ایسا خدا ماننے کے قابل ہو سکتا ہے؟ سند اس عقیدہ کی پہلے مسئلہ میں اصول کافی ص ۱۳۲ سے نقل ہو چکی کہ امام حسین کی شہادت سے جو خدا کو غصہ آیا تو امام مہدی کا ظہور اس سے ٹال دیا حالانکہ امام مہدی کے ظہور نہ ہوتے سے شیعوں کا نقصان ہوا۔ قاتلان امام حسین کا کیا بگڑا بلکہ ان کا تو ان کا فائدہ ہوا۔ یا یہ کہا جائے کہ قاتلان امام حسین شیعہ تھے اسی وجہ سے خدا نے ان کو نقصان پہنچایا اور یہ واقعی بات بھی ہے

تیسرا مسئلہ

شیعوں کا اعتقاد ہے کہ خدا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے ڈرتا تھا اس لئے بہت سے کام ان سے چھپا کر کرتا تھا۔ بظاہر انہوں نے اپنے نزدیک تو صحابہ کرام کے ظالم ہونے کو ثابت کیا ہے مگر فی الحقیقت خدا کی عاجزی اور مغلوبیت جو اس سے ثابت ہوئی اس کا انہوں نے خیال نہ کیا۔ کتاب احتجاج طبرسی میں ہے کہ جناب امیر علیہ السلام

نے فرمایا کہ خدا نے اپنے نبی کا نام یٰسین رکھا ہے اور سلام علیٰ آل یٰسین اس لئے فرمایا کہ اگر صاف صاف سلام علیٰ آل محمد فرماتا تو خدا کو معلوم تھا کہ صحابہ اس کو قرآن میں سے نکال دیں گے۔ آخری فقرہ عبارت کا یہ ہے کہ فعلوا بانہم یفعلون قولہ سلام علیٰ آل محمد کما اسقطوا غیرہ

چوتھا مسئلہ

شیعوں کے نزدیک خدا بندوں کی عقل کا محکوم ہے اور اس پر واجب ہے کہ عدل کرے اور جو کام بندوں کے لئے زیادہ مفید ہو وہی کام کرتا ہے یہ عقیدہ شیعوں کا اس قدر مشہور ہے اور ان کے عقائد کی ہر کتاب میں مذکور ہے کہ کسی خاص کتاب کے حوالہ کی ضرورت نہیں لطافت اس عقیدہ کی ظاہر ہے اس سے زیادہ واجب اور کیا ہوگا کہ خدا بجائے حاکم کے محکوم بنا دیا گیا۔ پھر جب شیعوں کا تجویز کیا ہوا انتظام عالم میں نہیں پایا جاتا اور اکثر ایسا ہی ہوتا ہے اس وقت خدا پر ترک واجب کا جرم قائم ہوتا ہے چنانچہ آجکل بھی صدیوں سے خدا ترک واجب کا مرتکب ہے اس نے کوئی امام معصوم دنیا میں قائم نہیں کیا۔ ایک صاحب ہیں بھی تو ان پر خوف اس قدر طاری کر رکھا ہے کہ وہ غار میں چھپے ہوئے ہیں باہر نکلنے کا نام نہیں لیتے لیکن معلوم نہیں خدا کے لئے ترک واجب کی سزا کیا ہے اور اس سزا کا دینے والا کون ہے۔

پانچواں مسئلہ

شیعہ قائل ہیں کہ خدا تمام چیزوں کا خالق نہیں۔ یہ بھی شیعوں کا مشہور عقیدہ اور ان کی کتب عقائد میں مذکور ہے وہ کہتے ہیں کہ خیر و شر دونوں کا خالق خدا نہیں ہے کیونکہ شر کا پیدا کرنا بُرا ہے اور بُرا کام خدا نہیں کرتا بلکہ شر کے خالق خود بندے ہیں اس بنا پر بے گنتی بے شمار خالق ہو گئے۔ اہلسنت کہتے ہیں کہ خیر و شر دونوں کا خالق خدا ہے اور شر کا پیدا کرنا بُرا نہیں ہے البتہ شر کی صفت اپنے میں پیدا کرنا بُرا ہے اور اس سے خدا بری ہے۔

چھٹا مسئلہ

شیعوں کا عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی ذات اقدس میں اصول کفر موجود ہوتے ہیں۔ اصول کافی کے باب فی اصول الکفر وارکانہ میں ابو بصیر سے روایت ہے کہ

قال ابو عبد اللہ علیہ السلام اصول الکفر ثلثة الحرص والاستکبار والحسد فاما الحرص فان آدم حین نھی عن الشجرة حملہ الحرص علی ان اکل منھا واما

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اصول کفر کے تین ہیں۔ حرص۔ تکبر۔ حسد۔ حرص تو آدم میں تھا جب ان کو درخت سے کھانے سے منع کیا تو حرص نے ان کو آمادہ کیا کہ انہوں نے اس درخت میں سے کھا لیا اور تکبر ابلیس میں تھا کہ

الاستکبار فابلیس حیث امر بالسجود لآدم فابی واما الحسد فابنا آدم حیث قتل احد هما صاحبہ۔

جب اس کو آدم کے سجدہ کا حکم دیا گیا تو اس نے انکار کر دیا اور حسد آدم کے دونوں بیٹوں میں تھا۔ اسی وجہ سے ایک نے دوسرے کو قتل کر ڈالا۔

دیکھو کس طرح حضرت آدم علیہ السلام کو ابلیس کا ہم پلہ قرار دیا ہے ایک اصول کفر ابلیس میں ہے تو ایک آدم علیہ السلام میں بھی ہے بلکہ شیعہ صاحبان نے تو حضرت آدم کو ابلیس سے بھی بدتر قرار دیا ہے کیونکہ ابلیس میں صرف ایک اصول کفر ثابت کیا ہے یعنی تکبر اور آدم میں دو اصول کفر ثابت کئے ہیں حرص اور حسد حرص کا بیان تو اس روایت میں ہو چکا حسد کا بیان دوسری روایتوں میں ہے چنانچہ حیات القلوب جلد اول صفحہ میں ہے کہ خدا نے آدم کو شرافت اہلبیت کو حسد کرنے سے منع فرمایا اور کہا کہ خبردار میرے نور دلوں کی طرف حسد کی آنکھ سے نہ دیکھنا ورنہ تم کو اپنے قرب سے جدا کر دوں گا اور بہت ذلیل کر دوں گا مگر آدم نے ان پر حسد کیا اور اسی کی سزا میں جنت سے نکالے گئے آخر عبارت حیات القلوب کا یہ ہے

پس نظر کردند بسوی ایشان بدیدہ حسد پس بایں سبب خدا ایشان را بخود واگذاشت و یاری و توفیق خود را از ایشان بر داشت

پس آدم و حوا نے انکی طرف حسد کی آنکھ سے دیکھا اس سبب سے خدا نے ان کو ان کے نفس کے حوالے کر دیا۔ اور اپنی مدد اور توفیق ان سے روک لی۔

یہ ہے ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کی قدر استغفر اللہ۔

ساتواں مسئلہ

نبیوں کے متعلق شیعوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ان سے بعض خطائیں ایسی سرزد ہوتی ہیں کہ اس کی سزا میں ان سے نور نبوت چھین لیا جاتا ہے چنانچہ حیات القلوب جلد اول میں ہے۔

وبچندین سند معتبر از حضرت صادق علیہ السلام منقول است کہ چوں یوسف علیہ السلام باستقبال حضرت یعقوب علیہ السلام بیروں آمد یکدیگر را ملاقات کردند یعقوب پیادہ شد و یوسف را شوکت بادشاہی مانع شد و پیادہ نشد ہنوز از معانقہ فارغ نشدہ بودند کہ جبرئیل بر حضرت یوسف

بہت ہی معتبر سندوں کے ساتھ امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب یوسف علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کی پیشوائی کے لئے باہر گئے اور ایک دوسرے سے ملے یعقوب پیادہ ہو گئے مگر یوسف کو دبدبۂ بادشاہی نے پیادہ ہونے سے روکا جب معانقہ سے فارغ ہوئے تو جبرئیل حضرت یوسف پر نازل ہوئے اور خدا کی طرف

نازل شد و خطاب معتبر و بتاب از جانب
رب الارباب آمد کہ اے یوسف خداوند
عالمیان میفرماید کہ ملک بادشاہی ترا مانع شد
کہ پیادہ شوی برائے بندۂ شائستہ صدیق من
دست خود را بکشا چون دست کشود از کف دستش
در روایتی دگر میان انگشتانش نورے بیرون
رفت یوسف گفت این چہ نور بود جبرئیل گفت
نور پیغمبری بود از صلب تو بیرون خواہد رسید بعقوب آنچہ
کردی نسبت بہ یعقوب کہ برائے او پیادہ نشدی۔

سے غصہ کا خطاب ملا کہ اے یوسف خداوند عالم
فرماتا ہے کہ بادشاہت نے تجھ کو روکا تو میرے
بندۂ شائستہ صدیق کے لئے پیادہ نہ ہوا، ہاتھ تو
کھول جیسے ہی انہوں نے ہاتھ کھولا تو ان کی ہتیلی
سے اور ایک روایت یہ ہے کہ انگلیوں کے درمیان
سے ایک نور نکلا یوسف نے کہا یہ کیا نور تھا جبرئیل
نے کہا پیغمبری کا نور تھا اب تمہاری اولاد میں
کوئی پیغمبر نہ ہوگا اس کام کی سزا میں جو تم نے
یعقوب کے ساتھ کیا۔

آٹھواں مسئلہ

نبیوں کے متعلق شیعوں کا اعتقاد یہ بھی ہے کہ وہ مخلوق سے بہت ڈرتے ہیں اور لیبا اوقات مارے ڈر کے تبلیغ احکام الٰہی نہیں کرتے چنانچہ خدا کی طرف سے حجۃ الوداع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ملا کہ حضرت علی کی خلافت کا اعلان کردو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہکر ٹال دیا کہ میری قوم ابھی نو مسلم ہے اگر میں اپنے بھائی کے متعلق ایسا حکم دوں تو لوگ بھڑک اٹھیں گے پھر دوبارہ خدا کو عتاب کرنا پڑا کہ اے رسول اگر ایسا نہ کروگے تو فرائض رسالت سے سبکدوش نہ ہوگے اس پر بھی رسول نے ٹالا آخر خدا کو وعدۂ حفاظت کرنا پڑا۔ اس وعدے کے بعد بھی رسول نے صاف صاف تبلیغ نہ کی گول گول الفاظ کہے انتہا یہ کہ بہت سی آیات قرآنیہ رسول نے مارے ڈر کے چھپا ڈالیں جن کا آج تک کسی کو علم نہ ہوا نہ اب ہوسکتا ہے (دیکھو عماد الاسلام مصنفہ مولوی دلدار علی مجتہد اعظم شیعہ)

نواں مسئلہ

نبیوں کے متعلق شیعوں کا ایک نفیس عقیدہ یہ بھی ہے کہ وہ خدا کے بھیجے ہوئے انعام کو رد کر دیتے تھے۔ خدا بار بار ان کو انعام بھیجتا اور وہ اس کے لینے سے انکار کر دیتے تھے۔ آخر خدا کو کچھ ڈر لالچ دینا پڑتا تھا اس وقت وہ اس انعام کو قبول کرتے تھے غرضکہ خدا کی کچھ قدر و منزلت ان کے دل میں نہ تھی۔ اصول کافی صفحہ ۲۹۴ میں ہے۔

عن رجل من اصحابنا عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان جبرئیل نزل علی محمد | ہمارے اصحاب میں سے ایک شخص امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتا ہے کہ انہوں نے فرمایا جبرئیل محمد صلی اللہ علیہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال لہ یا محمد ان اللہ یبشرک بمولود یولد من فاطمۃ تقتلہ امتک من بعدک فقال وعلی ربی السلام لاحاجۃ لی فی مولود یولد من فاطمۃ تقتلہ امتی من بعدی فعرج جبرئیل الی السماء ثم ھبط فقال یا محمد ان ربک یقرئک السلام ویبشرک بانہ جاعل فی ذریتہ الامامۃ والولایۃ والوصیۃ فقال انی قد رضیت ثم ارسل الی فاطمۃ ان اللہ یبشرنی بمولود یولد لک تقتلہ امتی من بعدی فارسلت الیہ ان لاحاجۃ لی فی مولود تقتلہ امتک من بعدک فارسل الیھا ان اللہ عزوجل قد جعل فی ذریتہ الامامۃ والولایۃ والوصیۃ فارسلت الیہ انی قد رضیت

پر نازل ہوئے اور ان سے کہا کہ اے محمد اللہ آپ کو ایک بچہ کی بشارت دیتا ہے جو فاطمہ سے پیدا ہوگا آپ کی امت آپکے بعد اس کو شہید کریگی تو حضرت نے فرمایا کہ اے جبریل میرے رب پر سلام ہو مجھے اس بچہ کی کچھ حاجت نہیں جو فاطمہ سے پیدا ہوگا اسکو میری امت میرے بعد قتل کریگی۔ پھر جبریل چڑھے پھر اترے اور انہوں نے ویسا ہی کہا۔ آپ نے فرمایا اے جبریل میرے رب پر سلام ہو مجھے حاجت اس بچہ کی نہیں جس کو میری امت میرے بعد قتل کریگی جبریل پھر آسمان پر چڑھے پھر اترے اور انہوں نے کہا کہ اے محمد آپ کا پروردگار آپ کو سلام فرماتا ہے اور آپ کو بشارت دیتا ہے کہ وہ اس بچہ کی ذریت میں امامت اور ولایت اور وصیت مقرر کرے گا تو حضرت نے فرمایا کہ میں راضی ہوں پھر آپ نے فاطمہ کو خبر بھیجی کہ اللہ مجھے بشارت دیتا ہے ایک بچہ کی جو تم سے پیدا ہوگا میری امت میرے بعد اس کو قتل کریگی فاطمہ نے بھی کہلا بھیجا کہ مجھے کچھ حاجت اس بچہ کی نہیں جس کو آپ کی امت آپ کے بعد قتل کریگی تو حضرت نے کہلا بھیجا کہ اللہ عزوجل نے اس کی ذریت میں امامت اور ولایت اور وصیت مقرر کی ہے تب فاطمہ نے کہلا بھیجا کہ میں راضی ہو گئی۔

دیکھو کس طرح رسول نے خدا کی بشارت کو بار بار رد کر دیا اور شہادت فی سبیل اللہ کو حقیر سمجھا اور حضرت فاطمہ نے بھی سنت رسول کی پیروی میں خدا کی بشارت کو رد کر دیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر خدا امامت کا لالچ نہ دیتا تو کبھی رسول خدا کے انعام کو قبول نہ کرتے۔

دسواں مسئلہ

شیعوں کا یہ اعتقاد ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی تعلیم کی اُجرت مخلوق سے مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے قرآن شریف میں حکم دیا ہے کہ اپنی تعلیم کی اجرت لوگوں سے مانگ لیجئے۔ نعوذ باللہ۔ انبیاء علیہم السلام کی کس قدر تو ہین اس عقیدہ میں ہے۔ آج ان کے ادنیٰ غلامانِ غلام ایسے موجود ہیں جو عمر بھر کوئی کام ایسا نہیں کرتے جس کی اجرت مخلوق سے مانگیں جو کام کرتے ہیں خالصاً لوجہ اللہ کرتے ہیں۔

یہ عقیدہ شیعوں کا بہت مشہور ہے اور آیت کریمہ قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى کی تفسیر میں مفسرین شیعہ نے ذکر کیا ہے کہ اس آیت کا مطلب ہے کہ اے نبی کہہ دیجئے کہ میں تم سے اور اجرت نہیں مانگتا صرف یہ اُجرت مانگتا ہوں کہ میرے قرابت والوں سے محبت کرو اور قرابت والوں سے مراد علی فاطمہ حسنین ہیں اور محبت کا مطلب یہ ہے کہ میرے بعد ان کو مثل میرے امام مانو۔

اہل سنت کہتے ہیں یہ مطلب آیت کا ہرگز نہیں ہو سکتا بیسیوں آیتیں قرآن شریف میں ایسی ہیں جن میں دوسرے پیغمبروں کی بابت ذکر ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتے۔ ہماری اجرت تو خدا کے ذمہ ہے۔ اور بہت سی آیتیں ہیں جن میں خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ آپ کہہ دیجئے میں اس تعلیم پر کوئی اجرت نہیں طلب کرتا یہ تو صرف ہدایت خلق کا کام ہے۔ لہذا آیت مذکورہ کا یہ مطلب ہے کہ اے نبی کہہ دیجئے کہ میں تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا صرف یہ کہتا ہوں کہ میں تمہارا قرابت دار ہوں۔ قرابت کا خیال کر کے مجھے ایذا نہ پہنچاؤ۔

اسی بحث میں ایڈیٹر اصلاح سے تحریری مباحثہ ہوا۔ بالآخر ایک خاص رسالہ موسوم بہ تفسیر آیت مودت القربیٰ اس ناچیز نے تالیف کیا جس کے بعد ایڈیٹر صاحب اصلاح ایسے خاموش ہوئے کہ صدائے برنخاست۔

گیارہواں مسئلہ

ہبۂ فدک کے متعلق یہ بہت مشہور مسئلہ ہے لہذا حوالۂ کتاب کی حاجت نہیں ہے۔ ہر شیعہ ہر موقع پر مطاعن صحابہ میں ہبۂ فدک کا ذکر کرتا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فدک حضرت فاطمہ کو دے گئے تھے حضرت ابو بکر نے چھین لیا۔ مگر یہ عقل کے دشمن اتنا نہیں سوچتے کہ رسول پر کس قدر سخت الزام خود غرضی اور دنیا طلبی کا عائد ہوتا ہے
نعوذ باللہ منہ

بارہواں مسئلہ ۱۲
عقیدہ تحریف کے متعلق ہے جس کی بابت تنبیہ الحائرین کے بعد اب کچھ لکھنے کی حاجت نہیں۔ پانچوں قسم کی تحریف کی روایتیں علمائے شیعہ کا
دستور سب کچھ اس میں نقل ہو چکا۔

تیرہواں، چودھواں، پندرہواں مسئلہ ۱۳ ۱۴ ۱۵
ازواج مطہرات کے متعلق ہے کہ شیعوں نے خلاف عقل و نقل کس قدر ناپاک عقیدہ ان کے متعلق قائم کر رکھا ہے اس کے متعلق بھی اب کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں جس کا جی چاہے ہمارا رسالہ تفسیر آیت تطہیر دیکھے۔

سولھواں مسئلہ ۱۶
صحابہ کرام کے متعلق ہے اس کیلئے کسی حوالے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ واقعات ہیں جن کا کوئی منکر نہیں ہے اور صحابہ کرام کے متعلق جیسا کچھ عقیدہ شیعوں کا ہے وہ بھی ظاہر ہے۔

سترہواں مسئلہ ۱۷
شیعوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ان کے مجوزہ بارہ امام رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل اور ہم رتبہ ہیں اور اسی طرح معصوم و مفترض الطاعۃ ہیں۔ اصول کافی کتاب الحجہ صاف الفاظ یہ ہیں کہ "ائمہ کو وہی بزرگی حاصل ہے جو محمد علیہ السلام کو حاصل ہے" اسی حدیث کو صاحب حملہ حیدری نے نظم کیا ہے کہ

ہم صاحب حکم ہر کائنات ہمہ چوں محمد منزہ صفات

اٹھارواں مسئلہ ۱۸
اماموں کی بابت شیعوں کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ ران سے پیدا ہوتے ہیں پیدا ہوتے ہی تمام آسمانی کتب کی تلاوت کر ڈالتے ہیں اور ان کی پیشانی پر بیت "تمت کلمت ربک صدقا و عدلا" لکھی ہوتی ہے۔ سایہ ان کا نہیں ہوتا۔ ناف بریدہ ختنہ شدہ پیدا ہوتے ہیں اور بجائے قابلہ کے امام سابق کام کرتے ہیں۔ دیکھو اصول کافی و تصنیفات علامہ باقر مجلسی۔

انیسواں مسئلہ ۱۹
امام مہدی کے غائب ہونے کے متعلق ہے یہ عقیدہ بھی شیعوں کا اس قدر مشہور ہے کہ کسی خاص کتاب کے حوالہ دینے کی بالکل ضرورت نہیں۔

بیسواں مسئلہ ۲۰
اماموں کی بابت شیعوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ان کے پاس تمام انبیاء کے معجزات ہوتے ہیں عصائے موسیٰ۔ انگشتری سلیمان اسم اعظم الہ الشکوبات

وغیرہ وغیرہ باوجود ان کو اپنے مرنے کا وقت بھی معلوم ہوتا ہے اور ان کی موت ان کے اختیار میں ہوتی ہے دیکھو اصول کافی کتاب الحجۃ بکثرت احادیث ان مضامین کی ہیں۔ حضرت علیؓ میں علاوہ ان اوصاف کے قوت جسمانی بھی ایسی تھی کہ جبرئیل جیسے شدید القوی فرشتے کے بازو خیبر میں پر کاٹ ڈالے۔ دیکھو حیات القلوب و حملہ حیدری۔ باایں ہمہ ائمہ نے کبھی ان معجزات سے کام نہ لیا۔ فدک چھین گیا حضرت فاطمہ پر مار پیٹ ہوئی۔ حمل گرا دیا گیا۔ حضرت علیؓ سے جبراً بیعت لی گئی۔

اس مسئلہ کو اور نیز اس کے بعد چوبیسویں مسئلہ تک ہم نہایت مفصل اپنی دوسری تصنیفات میں بیان کر چکے ہیں کتب شیعہ کی عبارتیں بھی نقل کر چکے ہیں اس لئے یہاں طول دینا فضول معلوم ہوتا ہے۔ دیکھو مناظرہ مکیریاں۔

پچیسواں مسئلہ [۲۵]

شیعہ اپنے گیارہ ائمہ کے اصحاب کی بڑی عزت کرتے ہیں ان میں باہم نزاعات ہوئیں اور باوجود امام کے زندہ ہونے کے وہ نزاعات رفع نہ ہوئیں ترک کلام وسلام کی نوبت آئی مگر شیعہ ان میں سے کسی کو خاطی نہیں کہتے سب کو اچھا سمجھتے ہیں اور مانتے ہیں بخلاف اس کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کی کچھ بھی عزت نہیں ان میں اگر کوئی نزاع ہوا اور وہ بھی بعد رسول کے تو کہتے ہیں ایک فریق کو برا کہنا ضروری ہے۔ اپنے ائمہ کے اصحاب کی تو یہاں تک پاسداری ہے کہ ان فاسق، فاجر، شرابی لوگ بھی ہیں ان کو بھی مانتے ہیں اور کہتے ہیں خدا کی رحمت سے کیا عجب ہے کہ فلاں امام کے طفیل میں ان کے یہ گناہ معاف ہو جائیں۔ یہیں سے سمجھ لینا چاہئے کہ شیعوں کو کوئی تعلق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں اگر کچھ بھی تعلق ہوتا تو ان کے اصحاب کی کم از کم اتنی عزت تو کرتے جتنی اپنے ائمہ کے اصحاب کی کرتے ہیں۔

چھبیسواں مسئلہ [۲۶]

شیعہ جن حضرات کو امام معصوم کہتے ہیں اور دعوی کرتے ہیں کہ ہم ان کے پیرو ہیں ان کے اصحاب کی یہ حالت تھی کہ ان میں نہ امانت تھی نہ کمال وفاداری یہ سب صفتیں اہلسنت میں تھیں۔ اصول کافی صفحہ ۲۳۶ میں عبداللہ بن یعفور سے روایت ہے

قال قلت لابی عبداللہ علیہ السلام انی اخالط الناس فیکثر عجبی من اقوام لا یتولونکم ویتولون فلانا وفلانا لھم امانۃ وصدق	میں نے امام جعفر صادق سے کہا کہ میں لوگوں سے ملتا ہوں تو بہت تعجب ہوتا ہے کہ جو لوگ آپ لوگوں کی ولایت کے قائل نہیں فلاں اور فلاں کو مانتے ہیں

ودقاء واقوام تيولونكم ليس لهم ملك الامانة ولا الوفاء ولا الصدق قال فاستوى ابو عبد الله عليه السلام جالسا فاقبل علي كالغضبان ثم قال لا دين لمن دان الله بولاية امام ليس من الله ولا عتب على من دان بولاية امام من الله.

ان میں امانت ہے سچائی ہے وفا ہے اور جو لوگ آپ کو مانتے ہیں ان میں نہ امانت ہے نہ سچائی اور نہ وفا یہ سن کر امام جعفر صادق سیدھے بیٹھ گئے اور میری طرف غصہ سے متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ جس شخص نے ایسے امام کو مانا جو خدا کی طرف سے نہیں اس کا دین ہی نہیں اور جس نے ایسے امام کو مانا جو خدا کی طرف سے ہے اس پر کچھ عتاب نہیں۔

ف جب ائمہ کے زمانے میں شیعہ سچائی اور امانت اور وفاداری سے خالی تھے تو خیال کر دو کہ آجکل شیعوں کی کیا حالت ہوگی۔

ائمہ کے اصحاب ائمہ پر افترا کیا کرتے تھے اور ائمہ ان کی تکذیب کرتے تھے اس مضمون کی صدہا روایتیں کتب شیعہ میں موجود ہیں۔ نمونے کے طور پر ایک روایت سنیئے۔ رجال کشی میں ہے ص۱۰۳ مطبوعہ کربلا

عن زياد بن ابي الحلال قال قلت لابي عبد الله عليه السلام ان زرارة روى عنك في الاستطاعة شيئا فقبلنا منه وصدقناه وقد احببت ان اعرضه عليك فقال هاته فقلت يزعم انه سألك عن قول الله عز وجل ولله على الناس حج البيت من استطاع اليه سبيلا فقلت من ملك زادا وراحلة فهو مستطيع للحج وان لم يحج فقلت نعم فقال ليس هكذا سألني ولا هكذا قلت كذب علي والله كذب علي والله لعن الله زرارة لعن الله زرارة انما قال لي من كان له زاد وراحلة فهو مستطيع للحج قلت قد وجب عليه قال

زیاد بن حلال کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ زرارہ نے آپ سے استطاعت کے بارہ میں ایک روایت نقل کی ہم نے اس کو قبول کیا اور اسکی تصدیق کی اور اب میں چاہتا ہوں کہ وہ حدیث آپکو سناؤں امام نے کہا سناؤ۔ میں نے کہ زرارہ کا بیان ہے کہ انہوں نے آپ سے اللہ عزوجل کے قول ولله على الناس حج البيت کا مطلب پوچھا آپ نے فرمایا جو شخص زاد اور سواری کا مالک ہو وہ حج کی استطاعت رکھتا ہے چاہے حج نہ کرے تو آپ نے کہا ہاں۔ امام نے فرمایا نہ زرارہ نے مجھ سے اسطرح پوچھا نہ اس طرح میں نے جواب دیا وہ میرے اوپر جھوٹ جوڑتا ہے اللہ کی قسم وہ میرے اوپر جھوٹ جوڑتا ہے۔ خدا لعنت کرے زرارہ پر اس نے مجھ سے یہ کہا تھا کہ جو شخص

نستطیع هو فغلت لا حتی یحج تن له قلت
فاخبر زرارة بذلك قال نعم قال زرارة
فقدمت الکوفة فلقیت
زرارة فاخبرته بما قال
ابوعبدالله وسکت عن لعنه قال اما
انه قد اعطاه الاستطاعة من حیث لا یعلم
وصاحبکم هذا لیس له بصر بکلام الرجال.

زاد راہ اور سواری کا مالک ہے وہ مستطیع ہے میں نے کہا اس پر
حج واجب ہو تو مستطیع ہے اس نے کہا نہیں جب تک اسے
اجازت دی جائے۔ میں نے کہا کیا میں زرارہ کو اس کی خبر
دوں۔ امام نے فرمایا ہاں چنانچہ میں کوفہ گیا اور زرارہ کو ملا
امام صادق کا مقولہ اس سے بیان کیا مگر لعنت کا مضمون نہ بیان
کیا تو زرارہ نے کہا وہ مجھے استطاعت کا فتویٰ دے چکے اور ان کو
خبر نہیں اور کہا کہ ان امام کو لوگوں کی بات سمجھنے کی تمیز نہیں۔

ف یہ وہی زرارہ صاحب ہیں جن پر امام جعفر صادق نے لعنت کی اور دوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے بھی امام جعفر صادق پر لعنت بھیجی۔ امام نے یہ بھی فرمایا کہ وہ میرے اوپر افترا کرتا ہے۔ زرارہ کوئی معمولی شخص نہیں ہے۔ مذہب شیعہ کے رکن اعظم اور راوی معتمد ہیں۔ خاص کتاب کافی کی ایک ثلث احادیث انھیں کی روایت سے ہیں۔

یہ بھی علماء شیعہ کو اقرار ہے کہ اصحاب ائمہ نے ائمہ سے نہ اصول دین کو یقین کے ساتھ حاصل کیا تھا۔ نہ فروع دین کو۔ ائمہ ان سے تقیہ کرتے تھے اور اپنا اصلی مذہب ان سے چھپایا کرتے اس مضمون کی روایات بھی کتب شیعہ میں بہت ہیں۔ نمونے کے طور پر دو ایک روایتیں سن لیجئے علامہ شیخ مرتضیٰ فرائد الاصول مطبوعہ ایران کے صفحہ ۹۶ میں لکھتے ہیں۔

فمن ادعى من تمكن اصحاب الائمة
من اخذ الاصول والفروع بطريق اليقين
دعوى ممنوعة واضحة المنع واقل ما يشهد
عليها ما علم بالعين والاثر من
اختلاف اصحابهم صلوات الله
عليهم في الاصول والفروع ولذا
شكى غير واحد من اصحاب الائمة
اليهم اختلاف اصحابه فاجابوهم
تارة بانهم قد القوا الاختلاف بينهم

پھر جو یہ بیان کیا ہے کہ اصحاب ائمہ نے اصول و
فروع دین کو یقین کے ساتھ حاصل کیا۔ یہ دعویٰ
ناقابل تسلیم ہے اور اس کا ناقابل تسلیم ہونا ظاہر
ہے اور کم سے کم اس کی شہادت یہ ہے جو چیز آنکھ سے
دیکھی گئی اور نقل سے معلوم ہوئی کہ ائمہ صلوات اللہ
علیہم کے اصحاب اصول و فروع میں باہم مختلف تھے
اور اسی وجہ سے بہت سے اصحاب ائمہ نے ائمہ سے شکایت کی
کہ آپ کے اصحاب میں اس قدر اختلاف کیوں ہے تو ائمہ
نے کبھی یہ جواب دیا کہ یہ اختلاف ہم نے خود ڈالا ہے

حقنا لما شهم کالی روایة حریز وزرارة وابی ایوب الخزاز واخری اجابوهم بان ذالشی جهة الکذابین کما فی روایة الفیض بن المختار۔

ان لوگوں کی جان بچانے کے لیے جانچہ حریز و زرارہ اور ابو ایوب خزاز کی روایت میں یہی منقول ہے اور کبھی یہ جواب دیا کہ یہ اختلاف جھوٹ بولنے والوں کے سبب سے پیدا ہو گیا ہے جیسے فیض بن مختار کی روایت میں منقول ہے۔

مولوی دلدار علی صاحب اساس الاصول مطبوعہ لکھنؤ کے صفحہ ۱۲۴ میں لکھتے ہیں۔

لا نسلم انهم کانوا مکلفین بتحصیل القطع والیقین کما یظهر من بعض اصحاب الائمة بل انهم کانوا مامورین باخذ الاحکام من الثقاة ومن غیرهم ایضا مع قیام قرینة تفید الظن کما عرفت مرارا بانها مختلفة کیف ولو لم یکن الامر کذلک لزم ان یکون اصحاب ابی جعفر الصادق الذین لخذیونس کتبهم صحیح احادیثهم مثلا هالکین مستوجبین النار وهکذا حال جمیع اصحاب الائمة لانهم کانوا مختلفین ذکثیرون المسائل الجزئیة الفرعیة کما یظهر ایضا من کتاب العدة وغیرة وقد عرفته

ہم اس بات کو نہیں مانتے کہ اصحاب ائمہ پر یقین کا حاصل کرنا ضروری تھا جیسا کہ اصحاب ائمہ کی روش سے یہ بات ظاہر ہے بلکہ ان کو حکم تھا کہ احکام دین کو ثقہ غیر ثقہ سب سے لیں بشرطیکہ قرینہ سے گمان تام حاصل ہو جائے جیسا کہ تم کو مختلف طریقوں سے معلوم ہو چکا ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو لازم آئے گا کہ امام باقر و صادق کے اصحاب جن سے یونس نے کتابیں لیں ان کی احادیث میں ہلاک ہونے والے اور دوزخی ہوں اور یہی حال تمام اصحاب ائمہ کا ہے کیونکہ وہ لوگ مسائل جزئیہ فرعیہ میں مختلف تھے جیسا کہ کتاب العدۃ وغیرہ سے ظاہر ہے اور تم اس کو معلوم کر چکے ہو

اب ایک روایت اس مضمون کی دیکھیے کہ ائمہ اپنے مخلص شیعوں سے بھی تقیہ کرتے تھے حتیٰ کہ ابو بصیر جیسے مسلم الکل سے بھی۔ کتاب استبصار کے باب الصلوٰۃ میں ہے۔

عن ابی بصیر قال قلت لابی عبداللہ متی اصلی رکعتی الفجر قال لی بعد طلوع الفجر قلت له ان ابا جعفر علیه السلام امرنی ان اصلیهما قبل طلوع الفجر فقال یا ابا محمد

ابو بصیر سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق سے پوچھا کہ سنت فجر کس وقت پڑھوں تو انہوں نے کہا کہ بعد طلوع فجر کے۔ میں نے کہا کہ امام باقر علیہ السلام نے تو مجھے حکم دیا تھا کہ قبل طلوع فجر کے پڑھ لیا کرو

ان الشیعة اتوا ابی مسترشدین فافتاهم بمر الحق فاتونی شکاکا فافتیتهم بالتقیة	تو امام صادق نے کہا کہ اے ابومحمد شیعہ میرے والد کے پاس ہدایت حاصل کرنے کو آتے تھے لہذا میرے والد نے ان کو صحیح مسئلہ بتادیا اور میرے پاس شک کرتے ہوئے آئے لہذا میں نے ان کو تقیہ سے فتویٰ دیا۔

ف ابو بصیر کی حرکت دیکھنے کے قابل ہے جب امام باقر علیہ السلام اس مسئلہ کو بتا چکے تھے تو اب اس کو امام جعفر صادق سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے غالباً ان کا امتحان لینا منظور تھا۔ کیونکہ جناب حائری صاحب انہیں حالات پر اور انہیں روایات کی بنیاد پر آپ اپنے کو متبع ائمہ کہتے ہیں۔

ستائیسواں[۲۷] مسئلہ

حضرات شیعہ اولاد رسول میں گنتی کے چند اشخاص کے ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ باقی سینکڑوں ہزاروں اشخاص کو برا کہنا ان سے عداوت رکھنا ان پر تبرا بھیجنا ضروری جانتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ ہم محبت آل رسول ہیں۔ شواہد اس مضمون کے کتب شیعہ میں بہت ہیں۔ کتاب احتجاج مطبوعہ ایران میں بڑے فخر کے ساتھ لکھا ہے کہ اولاد رسول میں سے جو لوگ مسئلہ امامت میں ہمارے مخالف ہیں ہم ان کا کچھ بھی خیال نہیں کرتے ان سے عداوت رکھتے ہیں ان پر تبرا بھیجتے ہیں۔ اصل عبارت کتاب احتجاج کی مناظرہ مکیریاں میں منقول ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے۔

اٹھائیسواں[۲۸] مسئلہ

جھوٹ بولنا جو تمام مذاہب میں بدترین گناہ ہے تمام دنیا کے عقلا نے اس کو سخت ترین عیب مانا ہے۔ مذہب شیعہ نے اس کو اعلیٰ ترین عبادت قرار دیا ہے۔ دین کے دس[۱۰] حصے بتلائے ہیں ان میں سے نو حصے جھوٹ بولنے میں ہیں جو جھوٹ نہ بولے اس کو بے دین و بے ایمان کہتے ہیں۔ جھوٹ بولنا خدا کا دین بتایا گیا ہے۔ انبیاء و ائمہ کا دین کہا گیا ہے۔ اصول کافی مطبوعہ لکھنؤ کے صفحہ ۴۸۱ میں ہے

عن ابن ابی عمیر الاعجمی قال قال ابو عبد اللہ علیہ السلام یا ابا عمر ان تسعة اعشار الدین فی التقیة ولا دین لمن لا تقیة له	ابن عمیر عجمی سے منقول ہے انہوں نے کہا کہ مجھ سے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ دین کے دس[۱۰] حصوں میں سے نو حصے تقیہ میں ہے اور جو تقیہ نہ کرے

والتقیۃ فی کل شیٔ الا فی النبیذ و المسح علی الخفین۔

وہ بے دین ہے اور تقیہ ہر چیز میں ہے سوا نبیذ اور موزوں پر مسح کرنے کے۔

ایضاً اصول کافی ص۴۸۴ میں ہے۔

قال ابوجعفر علیہ السلام التقیۃ من دینی و دین آبائی ولا ایمان لمن لا تقیۃ لہ۔

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ تقیہ میرا دین ہے اور میرے باپ دادا کا دین ہے اور جو تقیہ نہ کرے وہ بے دین ہے۔

اگر حائری صاحب فرمائیں کہ ان احادیث میں تو تقیہ کی فضیلت بیان ہوئی ہے نہ جھوٹ بولنے کی تو میں عرض کروں گا کہ تقیہ کے معنی جھوٹ بولنے ہی کے ہیں۔ علماء شیعہ نے بہت کچھ ہاتھ پیر مارے لیکن تقیہ کے معنی امام معصوم کے قول سے ثابت ہیں۔ کسی کوئی تاویل چل نہیں سکتی۔ اصول کافی ص۴۸۴ میں ہے۔

عن ابی بصیر قال قال ابوعبد اللہ علیہ السلام التقیۃ من دین اللہ قلت من دین اللہ قال ای واللہ من دین اللہ ولقد قال یوسف ایتھا العیر انکم لسارقون واللہ ما کانوا سرقوا شیئا ولقد قال ابراہیم انی سقیم واللہ ما کان سقیما۔

ابو بصیر کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا تقیہ اللہ کے دین میں سے ہے۔ میں نے (تعجب سے) کہا اللہ کے دین میں سے ہے؟ امام نے فرمایا ہاں خدا کی قسم اللہ کے دین میں سے ہے اور بے تحقیق یوسف (پیغمبر) نے کہا تھا اے قافلہ والو تم چور ہو حالانکہ اللہ کی قسم انہوں نے کچھ نہ چرایا تھا اور ابراہیم (پیغمبر) نے کہا تھا میں بیمار ہوں حالانکہ واللہ کی قسم بیمار نہ تھے۔

اس حدیث میں تقیہ کی فضیلت بھی معلوم ہوئی کہ وہ خدا کا دین اور پیغمبروں کا شیوہ ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تقیہ نام جھوٹ بولنے کا ہے کیونکہ ایک شخص نے چوری نہیں

لہ حضرت یوسف علیہ السلام پر افترا ہے انہوں نے ہرگز قافلہ والوں کو چور نہیں کہا تھا۔ قرآن شریف میں ہے۔ واذن مؤذن ایتھا العیر انکم لسارقون یعنی ایک اعلان دینے والے نے یہ اعلان دیا کہ اے قافلہ والو تم چور ہو اور اس اعلان دینے والے نے بھی اپنے خیال کے مطابق سچا اعلان دیا تھا۔ اور حضرت ابراہیم کا واقعہ انہوں نے بیشک اپنے کو بیمار کہا تھا اور حقیقت ان کو اس وقت رنج وغم کی بیماری تھی۔

کی تھی اس کو امام نے جو کہا امام اس کو تقیہ کہتے ہیں اور ایک شخص بیمار نہ تھا اس نے اپنے کو بیمار کہا امام اس کو تقیہ کہتے ہیں اور اسی کو جھوٹ بھی کہتے ہیں۔

ف تقیہ کی پہلی حدیث میں نبیذ پینے اور موزوں پر مسح کرنے میں تقیہ کرنے کی ممانعت ہے۔ یہ عجیب لطیفہ ہے۔ خدا جانے ان دونوں کاموں میں کیا بات ہے تقیہ کر کے خدا کے ساتھ شرک کرنا اور دنیا بھر کے گناہوں کا ارتکاب جائز ہو مگر یہ دونوں کام جائز نہ ہوں عقل حیران ہے مگر استبصار کے مصنف کہتے ہیں کہ ایک دوسری روایت میں ان دونوں کاموں میں بھی تقیہ کرنے کی اجازت ہے اور ہمارا عمل اسی کے مطابق ہے اور اسی حدیث کا مطلب انہوں نے یہ بیان کیا ہے کہ ان دونوں کاموں میں تقیہ اس وقت جائز ہے جب جان کا یا مال کا خوف شدید ہو معمولی تکلیف کے لئے جائز نہیں۔ عبارت استبصار کی حسب ذیل ہے۔

والثالث ان یکون اراد ؑ لا تقی فیه احدا اذا لم یبلغ الخوف علی النفس او المال وان لحقه ادنی مشقة احتمله وانما یجوز التقیه فی ذلک عند الخوف الشدید علی النفس او المال

اور تیسری بات یہ ہے کہ امام نے یہ مراد لیا ہوگا کہ میں ان کاموں میں کسی سے تقیہ نہیں کرتا جب تک جان یا مال کا خوف نہ ہو معمولی تکلیف کو برداشت کر لیتا ہوں اور ان کاموں میں تقیہ اسی وقت جائز ہے جب کہ خوف شدید جان یا مال کا ہو۔

استبصار کی اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شیعہ جو کہتے ہیں کہ تقیہ ہمارے یہاں خوف جان یا مال کے وقت کیا جاتا ہے بالکل غلط ہے خوف جان یا مال کی قید صرف مذکورہ بالا کاموں میں ہے ان کے سوا اور امور میں بغیر خوف جان و مال کے بھی تقیہ جائز ہے۔

ف بعض شیعہ تقیہ کی بحث میں گھبرا کر یہ بھی کہہ بیٹھتے ہیں کہ تقیہ اہل سنت کے یہاں بھی ہے حالانکہ یہ محض فریب اور دھوکہ دینے کی بات ہے اہل سنت کے یہاں ہرگز تقیہ نہیں ہے امور ذیل کے سمجھنے کے بعد یہ بات بالکل صاف ہو جاتی ہے۔ **اول** اہل سنت کے یہاں تقیہ کرنا کوئی ثواب کا کام نہیں کوئی ضروری کام نہیں نہ اس میں کوئی فضیلت ہے جیسا کہ شیعوں کے یہاں ہے **دوم** : اہل سنت کے یہاں خوف شدید کے وقت میں بحالت اضطرار و اکراہ تقیہ کی اجازت ہے بالکل اسی طرح جیسے کہ بحالت اضطرار سور کا گوشت کھا لینا قرآن شریف میں جائز کیا گیا ہے۔ اس اجازت کی بنا پر کون کہہ سکتا ہے کہ سور کا گوشت مسلمانوں کے یہاں جائز ہے

سوم اہلسنت کے یہاں حالت اضطرار میں بھی تقیہ جائز ہے واجب نہیں اگر کوئی شخص تقیہ نہ کرے جان دیدے تو ثواب پائے گا۔ چہارم اہلسنت کے یہاں انبیا علیہم السلام بلکہ جمیع پیشوایان دین کے لئے تقیہ جائز نہیں صرف ان لوگوں کے لیے جائز ہے جن کے تقیہ کرنے سے دین و مذہب پر کوئی اثر نہ پڑے۔ ان کھلے کھلے فرقوں کے بعد یہ کہنا کہ اہل سنت کے یہاں بھی تقیہ ہے سوا بے حیائی کے اور کس چیز کی دلیل ہو سکتا ہے۔

انتیسواں مسئلہ ۲۹

مذہب شیعہ میں اپنا دین چھپانے کی بڑی تاکید ہے اور دین کے ظاہر کرنے کی سخت ممانعت ہے اصول کافی ص ۴۸۵ میں ہے۔

عن سلیمان بن خالد قال قال ابوعبدالله علیہ السلام یا سلیمان انکم علی دین من کتمہ اعزہ الله ومن اذاعہ اذلہ الله۔

سلیمان بن خالد سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تحقیق تم لوگ ایسے دین پر ہو کہ جو اس کو چھپائے گا اللہ اس کو عزت دیگا اور جو اس کو ظاہر کرے گا اللہ اس کو ذلیل کرے گا۔

فی الحقیقت شیعوں کا مذہب چھپا لینے ہی کے قابل ہے انہوں نے بڑی عقلمندی کی کہ زمانہ سلف میں اپنا مذہب ظاہر نہ کیا ورنہ اس کا باقی رہنا دشوار تھا اب شیعوں کی کتابیں چھپ گئیں اس لئے بہت سی باتیں ان کے مذہب کی معلوم ہو گئیں لیکن علمائے شیعہ اب بھی اپنے عوام سے اپنے مذہب کے اسرار پوشیدہ رکھتے ہیں۔

تیسواں مسئلہ ۳۰

شیعوں کے مذہب شریف میں زنا کو ایک عجیب تدبیر سے جائز کیا گیا ہے اول تو متعہ ہی کیا کم تھا اور متعہ میں بھی طرح طرح کی جدتیں مثلاً متعہ دوری وغیرہ لیکن زور راست زنا کو بھی جائز کر لیا گیا۔ عورت و مرد تنہا راضی ہو جائیں کوئی گواہ بھی نہ ہو حضرات شیعہ کے مذہب میں یہ بھی نکاح ہے۔ فروع کافی جلد دوم ص ۱۹۸ میں ہے

عن ابی عبدالله علیہ السلام قال جاءت امرأۃ الی عمر فقالت انی زنیت فطھرنی فامر بھا ان ترجم فاخبر بذالك امیرالمؤمنین صلوات الله علیہ فقال کیف

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت عمر کے پاس آئی اور اس نے کہا میں نے زنا کیا ہے مجھے پاک کر دیجئے حضرت عمر نے اسکے سنگسار کرنے کا حکم دیا اس کی اطلاع امیرالمومنین صلوات اللہ علیہ کو کی گئی تو انہوں نے اس عورت سے

زنیت قالت مررت بالبادیة فاصابنی عطش شدید فاستقیت اعرابیا فابى ان یسقینی الا ان امکنه من نفسی فلما اجهد فی العطش و خفت علی نفسی سقانی فامکنته من نفسی فقال امیر المؤمنین علیه السلام هذا تزویج ورب الکعبة۔

بکتاب نکاح

پوچھا کہ تو نے کس طرح زنا کی تھی اس عورت نے کہا میں جنگل گئی تھی وہاں مجھ کو سخت پیاس معلوم ہوئی ایک اعرابی سے میں نے پانی مانگا اس نے مجھے پانی دینے سے انکار کیا مگر اس شرط پر کہ میں اس کو اپنے اوپر قابو دوں جب مجھ کو پیاس نے بہت مجبور کیا اور مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہوا تو میں راضی ہو گئی اس نے مجھے پانی پلا دیا اور میں نے اس کو اپنے اوپر قابو دیدیا۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تو قسم رب کعبہ کی نکاح ہے۔

دیکھئے اس روایت کے مطابق زنا کا وجود دنیا سے اٹھ گیا بازاروں میں جو زنا کا ارتکاب ہوتا ہے اس میں عورت و مرد باہم راضی ہو ہی جاتے ہیں یہاں اگر پانی پلایا گیا تو وہاں اس سے بڑھ کر روپیہ دیا جاتا ہے۔ گواہ کی صیغہ نکاح کی شرط نہ یہاں ہے نہ وہاں۔ شاباش۔

منقلب ہے کہ سیم تنوں کا وصال حرام + مذہب وہ چاہیئے کہ زنا بھی حلال ہو۔

اکتیسواں مسئلہ

متعہ مذہب شیعہ میں نہ صرف حلال بلکہ اتنی بڑی عبادت ہے کہ نماز روزہ کی بھی اس کے سامنے کچھ ہستی نہیں۔ تفسیر منہج الصادقین میں ہے کہ متعی مرد اور عورت جو حرکات کرتے ہیں ہر حرکت پر ان کو ثواب ملتا ہے۔ غسل کرتے تو غسل کے ہر قطرہ سے فرشتے پیدا ہوتے ہیں اور بے تعداد فرشتے قیامت تک تسبیح و تقدیس میں مشغول رہیں گے اور ان کی تمام عبادات کا ثواب متعہ کرنے والوں کو ملے گا۔ ایک مرتبہ متعہ کرنے سے امام حسین کا دو مرتبہ میں امام حسن کا تین مرتبہ میں حضرت علی کا چار مرتبہ میں رسول خدا کا رتبہ ملتا ہے جو متعہ نہ کرے گا وہ قیامت کے دن نکٹا اٹھے گا۔

حضرات شیعہ نے متعہ میں ایک لطیف صورت اور پیدا کی ہے اور اس کا نام متعہ دوریہ رکھا ہے جس کے ذکر سے بھی شرم معلوم ہوتی ہے بادل نخواستہ بقدر ضرورت ذکر کیا جاتا ہے۔ صورت اس کی یہ ہے کہ دس بیس آدمی مل کر کسی ایک عورت سے متعہ کریں اور یکے بعد دیگرے اس

اس سے ہم لبستر ہوں۔ نعوذ باللہ منہ۔ اب چند روز سے شیعہ اس متعہ کا انکار کرنے لگے ہیں مگر اپنی کتابوں کو کیا کریں گے "قاضی نور اللہ شوستری سے کچھ نہ بن پڑا تو اپنی کتاب معائب النواصب میں یہ قید لگا دی کہ ہمارے ہاں متعہ دوریہ اس عورت سے جائز ہے جس کا حیض بند ہو چکا ہو۔ عبارت ان کی یہ ہے۔

واما تا سحا فلان مانسبه الی اصحابنا من انهم جوزوا ان يتمتع الرجال المتعددون ليلة واحدة من امرأة سواء كانت من ذوات الاقراء ام لا فمما خان فی بعض قيوده وذلك لان الاصحاب قد خصوا ذلك بالآئسة لا بما يعم بالآئسة وغيرها من ذوات الاقراء۔	مصنف نواقض الروافض نے جو ہمارے اصحاب امامیہ کی طرف منسوب کیا ہے وہ اس بات کو جائز کہتے ہیں کہ متعدد مرد ایک رات میں ایک عورت سے متعہ کریں خواہ اس عورت کو حیض آتا ہو یا نہیں اس میں از راہ خیانت بعض قیدیں چھوڑ دی ہیں کیونکہ بجائے اصحاب امامیہ نے متعہ دوریہ کو اس عورت کے ساتھ خاص کیا ہے جس کو حیض نہ آتا ہو نہ یہ کہ جس کے ساتھ جو چاہے کرے۔ حیض آتا ہو یا نہ آتا ہو

قاضی نور اللہ شوستری نے یہ جو تاویل کی ہے اگر مان بھی لی جائے تو بھی جس قدر بے حیائی اس فعل میں ہے ظاہر ہے جس مذہب میں ایسے بے حیائی کے افعال جائز ہوں اس مذہب کے محرّہ ہونے میں کیا شک ہے۔

النجم دور جدید کے نمبر چہارم میں متعہ کی بحث لکھی جا چکی ہے جس میں ثابت کر دیا گیا ہے کہ متعہ مذہب اسلام میں کبھی حلال نہ تھا۔ قرآن شریف کی متعدد آیتیں تکی بھی اور مدنی بھی حرمت متعہ کی تعلیم دیتی ہیں۔ اس مضمون کو دیکھ کر بعض انصاف پسند شیعوں نے بھی اقرار کر لیا کہ بیشک متعہ اسلام میں کبھی حلال نہ تھا چنانچہ حکیم سید شبیر حسن صاحب مولوی فاضل کا اقرار النجم میں چھپ چکا ہے۔

بتیسواں مسئلہ

تبرابازی کے متعلق ہے اس کے لئے کسی خاص کتاب کے حوالے کی ضرورت نہیں۔ مذہب شیعہ کا رکن اعظم یہی ہے کہ صحابہ کرام کو گالیاں دی جائیں اس گالی دینے کی بدولت ذلت ہوتی ہے خونریزی ہوتی ہے دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند کے ماتحت سزائیں ملتی ہیں مگر پھر باز نہیں آتے۔

تینتیسواں مسئلہ ۳۳ غیر مسلم عورتوں کو ننگا دیکھنا مذہب شیعہ میں جائز ہے فروع کافی جلد دوم ص۲۱ میں ہے۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال النظر الی عورۃ من لیس بمسلم مثل نظرک الی عورۃ الحمار۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص مسلمان نہ ہو اس کی شرمگاہ کا دیکھنا ایسا ہے جیسا گدھے کی شرمگاہ کو دیکھنا۔

چونتیسواں مسئلہ ۳۴ مذہب شیعہ میں ستر عورت صرف بدن کا رنگ ہے خود ائمہ معصومین اپنے عضو مخصوص پر چونہ لگا کر لوگوں کے سامنے ننگے ہو جایا کرتے تھے۔ فروع کافی جلد دوم ص۲۱ میں ہے۔

ان ابا جعفر علیہ السلام کان یقول من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا یدخل الحمام الا بمیزر قال فدخل ذات یوم الحمام فتنور فلما ان اطبقت النورۃ علی بدنہ القی المیزر فقال لہ مولی لہ بابی انت وامی انک لتوصینا بالمیزر وقد القیتہ من نفسک فقال اما علمت ان النورۃ قد اطبقت العورۃ۔

امام باقر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ حمام میں بغیر پائجامہ کے نہ داخل ہو پھر امام ممدوح ایک دن حمام میں گئے اور چونہ لگایا جب چونہ لگ گیا تو پائجامہ اتار کر پھینک دیا ان کے ایک غلام نے ان سے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ ہم کو پائجامہ پہننے کی تاکید کرتے ہیں مگر خود آپ نے اتار ڈالا تو امام نے فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ چونہ نے ستر کو چھپا لیا۔

پینتیسواں مسئلہ ۳۵ عورتوں کے ساتھ خلاف وضع فطرت حرکت کا جواز مذہب شیعہ میں متفق علیہ کا فی استبصار تہذیب سب میں اس کی روایات موجود ہیں بلکہ بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ امام سے پوچھا گیا کہ آپ بھی اپنی بی بی کے ساتھ ایسا کرتے ہیں امام نے اس کے جواب میں انکار کیا ہے۔

لطف یہ ہے کہ اس مسئلہ کا جواز قرآن شریف سے ثابت کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نساءکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم ترجمہ کیا جاتا ہے کہ عورتیں تمہاری کھیتی ہیں پس اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو آؤ۔ حالانکہ یہ ترجمہ غلط ہے یوں ہونا چاہیے کہ جس طرح

چاہو تو دیکھیتی کا مضمون خود اس کو بتلا رہا ہے۔ کیونکہ کھیتی کا اہتمام صرف ایک ہی ہے۔ بعض علماء شیعہ نے اہل سنت کی کتابوں سے بھی اس فعل قبیح کا جواز ثابت کرنے کی کوشش کی مگر وہ کامیاب نہ ہوئے۔ دیکھو نقاب آل الکذاب۔

چھتیسواں مسئلہ ۳۶

بے وضو اور بلا غسل سجدۂ تلاوت اور نماز جنازہ شیعوں کے یہاں درست ہے ان کی کتب فقہ میں اس کی تصریح ہے لہذا طول دینے کی حاجت نہیں طہارت کے مسائل مذہب شیعہ میں بہت نفیس نفیس ہیں۔ پیشاب کی بڑی تعدد ہے مگر اب اس وقت طول دینے کو دل نہیں چاہتا۔ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ دیکھا جائے گا۔

سینتیسواں مسئلہ ۳۷

مذہب شیعہ میں دغا و فریب ایسی عمدہ چیز ہے کہ آئمہ اکثر اپنے مخالفوں کی نماز جنازہ میں شرکت کرتے اور بجائے دعا کے نماز میں بددعا دیتے تھے اور اپنے متبعین کو بھی یہی تعلیم دیتے تھے کہ تم بھی ایسا کیا کرو لوگ سمجھتے تھے کہ امام نماز جنازہ پڑھتے ہیں اور وہاں معاملہ برعکس ہے۔ فروع کافی جلد اول صفحہ ۹۹ میں ہے۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام ان رجلاً من المنافقین مات فخرج الحسین بن علی صلوات اللہ علیہ یمشی خلفہ مولاہ لہ فقال لہ الحسین علیہ السلام این تذھب یا فلان قال فقال لہ مولاہ افرّ من جنازۃ ھذا المنافق ان اصلی علیہا فقال لہ الحسین علیہ السلام انظر ان تقوم علی یمینی فما سمعتنی اقول فقل مثلہ فلما ان کبر علیہ ولیہ قال الحسین علیہ السلام اللہ اکبر اللّٰھم

امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ ایک شخص منافقوں میں سے مرگیا امام حسین صلوات اللہ علیہ اس کے جنازہ کے ہمراہ چلے راستہ میں غلام ان کا ان کو ملا اس سے امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ تو کہاں جاتا ہے اس نے کہا میں اس منافق کے جنازہ سے بھاگتا ہوں نہیں چاہتا کہ اس پر نماز پڑھوں حسین علیہ السلام نے اس سے فرمایا دیکھو میرے داہنی جانب کھڑا ہو اور جو کچھ مجھے کہتے ہوئے سنا وہی تو بھی کہنا۔ پھر جب اس منافق کے ولی نے تکبیر کہی تو حسین علیہ السلام نے بھی تکبیر کہکر یہ دعا مانگی کہ یا اللہ اپنے فلانے بندے پر لعنت کر ہزار لعنتیں جو ساتھ ساتھ

اللھم العن فلانا عبدک الف لعنۃ مؤتلفۃ غیر مختلفۃ اللھم اخزہ هیدا ولا عبادک ولا دلک واصلہ حر نارک واذقہ اشد عذابک فانہ کان یتولی اعدائک ویعادی اولیاءک ویبغض اھل بیت نبیک -

اہل مختلف نہ ہوں یا اللہ نے اس بندے کو دوسرے بندوں میں اور شہروں میں رسوا کر اور اپنے آگ کی گرمی میں اس کو ڈال اور سخت عذاب اس پر کر کیونکہ وہ تیرے دشمنوں سے دوستی رکھتا تھا اور تیرے دوستوں سے دشمنی رکھتا تھا اور تیرے نبی کے اہلبیت سے بغض رکھتا تھا۔

ف دیکھئے یہ امام معصوم ہیں جو جس طرح لوگوں کو فریب دے رہے ہیں اگر اس منافق کی نماز جنازہ جائز نہ تھی تو امام کو علیحدہ رہنا چاہیے تھا خواہ مخواہ نماز جنازہ میں شریک ہو کر بد دعا کس قدر مذموم خصلت ہے غلام بیچارہ جا رہا تھا اس کو زبردستی امام نے شریک کر کے اپنے ساتھ فریب دہی کا مرتکب بنایا۔ کتب شیعہ میں اس قسم کے افعال اور ائمہ سے ہی منقول ہیں۔ استغفر اللہ منہ

اڑتیسواں مسئلہ ۳۸

مذہب شیعہ میں ائمہ کی زیارت کی بھی نماز پڑھی جاتی ہے اور اس میں ان کی قبروں کی طرف منہ کیا جاتا ہے قبلہ رو ہونے کی شرط نہیں یہ مسئلہ بھی ان کی کتب حدیث وفقہ میں مذکور ہے۔ اور غالباً شیعہ اس کو عیب بھی نہیں سمجھتے کیونکہ کعبہ سے ان کو چنداں تعلق نہیں دین اسلام کی تمام چیزوں سے ان کی بے تعلقی ظاہر ہے صرف زبان سے تعلق کا اظہار محض اس لیے کرتے ہیں کہ ناواقف لوگ ان کو اسلامی فرقوں میں شمار کریں اور مسلمانوں کے بہکانے کا موقع ملے

انتالیسواں مسئلہ ۳۹

مذہب شیعہ میں نجاست میں پڑی ہوئی روٹی کی اس درجہ قدر ہے کہ اس کو ائمہ معصومین کی غذا بتایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ جو شخص اس روٹی کو کھائے گا جنتی ہوگا من لا یحضرہ الفقیہ باب المکان للحدث میں ہے۔

دخل ابو جعفر الباقر الخلاء فوجد لقمۃ خبز فی القذر فاخذھا وغسلھا ودفعھا الی مملوک معہ وقال یکون معک لاکلھا اذا خرجت فلما خرج قال للمملوک این اللقمۃ قال اکلتھا یا ابن رسول اللہ فقال انھا ما استقرت

امام باقر علیہ السلام ایک روز پاخانہ گئے تو انہوں نے ایک لقمہ نجاست میں گرا ہوا پایا پس اس کو اٹھا لیا اور دھویا اور ایک غلام کو جو ان کے ہمراہ تھا دیا اور فرمایا کہ اس کو اپنے پاس رکھ جب میں نکلوں گا تو اس کو کھاؤں گا چنانچہ جب نکلے تو اس غلام سے پوچھا کہ وہ لقمہ کہاں ہے غلام نے کہا اے فرزند رسول اللہ میں نے اس کو کھا لیا

فی جوف احد الا وجبت له الجنة فاذهب فانت حر فانی اکره ان استخدم من اهل الجنة

امام نے فرمایا وہ لقمہ جس کے پیٹ میں جائے گا اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی تو جا تو آزاد ہے کیونکہ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ کسی جنتی سے خدمت لوں۔

چالیسواں مسئلہ

شیعوں نے جو حدیثیں ائمہ کی طرف منسوب کر کے روایت کی ہیں ان میں اس قدر اختلاف ہے کہ کوئی مسئلہ ایسا نہیں جس میں اماموں کے مختلف اقوال نہ ہوں اس اختلاف نے مجتہدین شیعہ کو سخت پریشان کر رکھا ہے۔ بیچارے اکثر تو یہ کرتے ہیں کہ مختلف حدیثوں میں ایک کو امام کا اصلی مذہب کہہ دیتے ہیں اور دوسری حدیثوں کو تقیہ کہکر اڑا دیتے ہیں مگر کہیں یہ بات بھی نہیں بنتی اس وقت سخت حیرت ہوتی ہے۔ مولوی دلدار علی صاحب نے اساس الاصول میں مجبور ہو کر یہ بھی لکھ دیا کہ اگر ہمارے اختلاف کو دیکھو تو حنفی شافعی کے اختلاف سے بدرجہا زائد ہے۔ مولوی دلدار علی نے یہاں تک اقرار کر لیا کہ ہمارے ائمہ کا اختلاف عقدۂ لاینحل ہے اور ہر جگہ اس بات کو معلوم کر لیا کہ یہ اختلاف کیوں ہے انسانی طاقت سے باہر ہے بہت سے شیعہ اس اختلاف کو دیکھ کر مذہب شیعہ سے پھر گئے۔ اساس الاصول ۵۱ میں ہے۔

الاحادیث الماثورة عن الائمة مختلفة جدا لا یکاد یوجد حدیث الا وفی مقابلة ما ینافیه ولا یتفق خبر الا وبازائه ما یضاده حتی صار ذالك سببا لرجوع بعض الناقصین عن اعتقاد الحق کما صرح به شیخ الطائفة فی اوائل التهذیب والاستبصار ومناشی هذه الاختلافات کثیرة جدا من التقیة والوضع الناسخ والنسخ والتخصیص والتقیید وغیر هذه المذکورات من الامور الکثیرة کما وقع

جو حدیثیں ائمہ سے منقول ہیں ان میں بہت اختلاف ہے کوئی حدیث ایسی نہیں مل سکتی جس کے مقابلہ میں دوسری حدیث نہ ہو اور کوئی خبر ایسی نہیں ہے جس کے مقابلہ میں دوسری ضد موجود نہ ہو یہاں تک کہ اس اختلاف کے سبب سے بعض ناقص لوگ اعتقاد حق یعنی مذہب شیعہ سے پھر گئے جیسا کہ شیخ الطائفہ نے تہذیب استبصار کے شروع میں اس کی تصریح کی ہے اور اس اختلاف کے اسباب بہت ہیں۔ مثلاً تقیہ اور جعلی حدیثوں کا بنایا جانا اور سننے والے سے اشتباہ کا ہو جانا اور منسوخ ہو جانا یا خاص اور مقید کا ہو جانا اور علاوہ ان مذکورہ باتوں کے بہت سی باتیں ہیں چنانچہ اکثر اوقات

لتصریح علی اکثرها فی الاخبار المأثورة منهم لتیاذ امنا شی بعضها عن بعض فی باب کل حدیثین مختلفین بحیث یحصل العلم والیقین بتعین المنشاء میسر جداً وفوق الطاقة کما لا یخفیٰ۔

کی تصریح ان روایات میں ہے جو ائمہ سے منقول ہیں اور ہر دو مختلف حدیثوں میں یہ پتہ لگانا کہ کس سبب سے اختلاف ہوا اس طور پر کہ تعین سبب کا علم ویقین ہو جائے نہایت دشوار بلکہ طاقت انسانی سے بالاتر ہے جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔

جناب حائری صاحب ! اپنی احادیث کے اس عظیم وشدید اختلافات کو دیکھئے اور اس پر غور کیجئے کہ ان مختلف حدیثوں کی آپ کے اسلاف نے جس کو چاہا امام کا اصلی مذہب کہہ دیا جس کو چاہا تقیہ وغیرہ کہکر اڑا دیا کیونکہ بقول مولوی دلدار علی صاحب کے ہر جگہ سبب اختلاف کا معلوم کرنا طاقت انسانی سے بالاتر ہے کیا باوجود اس کے بھی آپ اپنے کو پیرو ائمہ کہہ سکتے ہیں۔ بشرم بشرم بشرم۔

تکلہ تنبیہ الحائرین ماخوذ از تنبیہ الحائرین